مسلم پرسنل لا بورڈ: مسلمانوں کا سہارا اور ملت کی آنکھوں کا تارا

//مولانا سید احمد ومیض ندوی

موجودہ حالات میں جب کہ حکومت طلاقِ ثلاثہ کو ختم کر کے یکساں سول کوڈ کی راہ ہموار کرنے کا تہیہ کر چکی ہے اور مسلم پرسنل لا بوڈ کی جانب سے اس صورتِ حال کا بڑی حکمت کے ساتھ مقابلہ کیا جارہا ہے، مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو مسلم پرسنل لا بورڈ سے نابلد ہے، اُسے یہ پتہ نہیں کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کس بلا کا نام ہے اور ملک میں تحفظِ شریعت کے لیے اس کی کیا خدمات ہیں؟ سطور ذیل میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا تعارف اور اس کی خدمات کا خاکہ اس مقصد سے پیش کیا جارہا ہے کہ ہماری نئی نسل مسلم پرسنل لا بورڈ کی خدمات اور اس کے کارناموں سے واقف ہو اور عام مسلمانوں میں بورڈ کے ساتھ اٹوٹ وابستگی پیدا ہو جائے۔

قیام کا پس منظر

مسلم پرسنل لا بورڈ ملتِ اسلامیہ ہند کا وہ واحد عظیم ادارہ ہے جس نے ہر نازک موڑ پر ملت کی رہنمائی اور ملک میں شریعتِ اسلامیہ کے تحفظ کا فریضہ انجام دیا، بورڈ کے قیام کے پس منظر اور اس وقت کی ملک کی صورتِ حال پر روشنی ڈالنے سے تحفظِ شریعت کے سلسلہ میں بورڈ کی خدمات نمایاں ہو کر آتی ہیں۔

مغلیہ دورِ حکومت میں اسلام کا قانون ہی ملکی قانون تھا، نہ صرف یہ کہ عائلی معاملات میں شریعتِ اسلامیہ کے مطابق فیصلے کیے جاتے تھے، بلکہ فوجداری قانون بھی شرعی حدود کے مطابق چلایا جاتا تھا، البتہ غیر مسلموں کو عائلی مسائل میں اپنے مذہبی قوانین پر عمل کرنے کی مکمل آزادی حاصل تھی، 1765ء میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی کے تحت عدالتوں کی از سر نو تنظیم کی جانے لگی تو انگریز جج بھی اسلامی قانون کے مطابق فیصلہ کرتے تھے، بعد میں رفتہ رفتہ انگریزی قانون رائج ہوتا گیا، یہاں تک کہ 1862ء میں اسلام کے فوجداری قانون کو ختم کر کے انڈین پینل کوڈ نافذ کر دیا گیا اور نکاح، طلاق اور وراثت وغیرہ عائلی مسائل میں اسلامی قانون باقی رہنے دیا گیا، لیکن مسلمان عائلی مسائل میں دیگر اقوام سے متاثر ہونے لگے اور اسلامی تہذیب کی جگہ غیر اسلامی تمدن جڑ پکڑنے لگا، جس کی وجہ سے 1937ء میں علماء اور عام مسلمانوں کے مطالبہ پر انگریز دورِ حکومت ہی میں مسلم پرسنل لا کا نفاذ عمل میں آیا، ملک کی آزادی کے بعد انگریزوں کے مرتب کردہ اسی مسلم پرسنل لا کو باقی رہنے دیا گیا، ملک کے دستور میں ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ واشاعت کا پورا حق دیا گیا، تاہم ابتدا ہی سے ملک میں ایک ایسا طبقہ سرگرم رہا جس کا اوّلین مقصد مسلمانوں کے مذہبی تشخص کو ختم کر کے انہیں ملکی تہذیب میں ضم کرنا تھا، یہ طبقہ دفعہ نمبر 44 کا سہارا لے کر شروع ہی سے ملک میں یکساں سول کوڈ کے نفاذ کا مطالبہ کرتا رہا، یکساں سول کوڈ کے حامیوں کو اس وقت بڑی شہ ملی جب ملک کے وزیر قانون مسٹر ایچ آر گوکھلے نے پارلیمنٹ میں لے پالک بل پیش کرتے ہوئے یہ کہا کہ یہ یکساں

سول کوڈ کی تدوین کی طرف پہلا قدم ہے، اس اعلان کے ساتھ ہی ملتِ اسلامیہ میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی اور عروس البلاد ممبئی میں مسلمانوں کا ایک نمائندہ کنونشن منعقد کیا گیا، جس میں مسلم پرسنل لا بورڈ کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا، 1972ء میں منعقد ہونے والے اس ممبئی اجلاس میں مسلمانوں کے تمام مسالک کے علماء اور دانشوروں نے شرکت کی اور باتفاق آراء مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) کو بورڈ کا صدر اور مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کو جنرل سکریٹری کی حیثیت سے منتخب کیا گیا۔

اغراض و مقاصد

: بورڈ نے اپنے قیام کے درج ذیل مقاصد متعین کیے اور انہی اغراض و مقاصد کی روشنی میں اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھا

☆ ہندوستان میں مسلم پرسنل لا کے تحفظ اور شریعت ایکٹ کے نفاذ کو قائم اور باقی رکھنے کے لیے مؤثر تدابیر اختیار کرنا۔

☆ بالواسطہ بلاواسطہ متوازی قانون سازی، جس سے شریعت میں مداخلت ہوتی ہو، عام ازیں کہ وہ قوانین پارلیمنٹ یا ریاستی مجلس قانون ساز میں وضع کیے جا چکے ہوں، یا آئندہ وضع کیے جانے والے ہوں، یا اس طرح کے عدالتی فیصلے جو مسلم پرسنل میں مداخلت کا ذریعہ بنتے ہوں، انہیں ختم کرانے یا مسلمانوں کو ان سے مستثنیٰ قرار دے جانے کی جدوجہد کرنا۔

☆ مسلمانوں کو عائلی و معاشرتی زندگی کے بارے میں شرعی احکام وآداب، حقوق و فرائض اور اختیارات و حدود سے واقف کرانا اور اس سلسلہ میں ضروری لٹریچر کی اشاعت کرنا۔

☆ شریعتِ اسلامی کے عائلی قوانین کی اشاعت اور مسلمانوں پر ان کے نفاذ کے لیے ہمہ گیر خاکہ تیار کرنا۔

☆ مسلم پرسنل لا کے تحفظ کی تحریک کے لیے بوقتِ ضروری مجلسِ عمل بنانا، جس کے ذریعہ بورڈ کے فیصلہ پر عمل درآمد کرنے کی خاطر پورے ملک میں جدوجہد کی جا سکے۔

☆ علماء اور ماہرینِ قانون پر مشتمل ایک مستقل کمیٹی کے ذریعہ مرکزی یا ریاستی حکومتوں یا دوسرے سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے ذریعہ نافذ کردہ قوانین اور گشتی احکام یا ریاستی اسمبلیوں یا پارلیمنٹ میں پیش کیے جانے والے مسوداتِ قانون کا اس نقطۂ نظر سے جائزہ لیتے رہنا کہ ان کا مسلم پرسنل لا پر کیا اثر پڑتا ہے۔

☆ مسلمانوں کے تمام فقہی مسلکوں اور فرقوں کے مابین خیر سگالی، اخوت اور باہمی اشتراک و تعاون کے جذبات کی نشو و نما کرنا اور مسلم پرسنل لا کی بقا و تحفظ کے مشترکہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ان کے درمیان ربط اور اتحاد و اتفاق کو پروان چڑھانا۔

☆ہندوستان میں نافذ محمڈن لا کا شریعتِ اسلامی کی روشنی میں جائزہ لیتے رہنا اور نئے مسائل کے پیش نظر مسلمانوں کے مختلف فقہی مسالک کا تحقیقی مطالعہ کرنا اور شریعتِ اسلامی کے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے کتاب وسنت کی اساس پر ماہرین شریعت اور فقہ اسلامی کی رہنمائی میں پیش آمدہ مسائل کا مناسب حل تلاش کرنا۔

☆بورڈ کے مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے لیے وفود ترتیب دینا، سمینار، سمپوزیم، خطابات، اجتماعات، دوروں اور کانفرنسوں کا انتظام کرنا، نیز ضروری لٹریچر کی اشاعت اور بوقتِ ضرورت اخبارات ورسائل اور خبرناموں کا اجرا کرنا اور اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے دیگر ضروری امور انجام دینا۔

مذکورہ بالا اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے بورڈ نے چار جہتوں سے اپنی کوششوں کو جاری رکھا:

(1) ہر اس کوشش کا تدارک کرتا رہا ہے جس سے بالواسطہ یا بلاواسطہ شریعت میں مداخلت ہوتی ہو۔

(2) مسلم معاشرہ میں اسلام کے عائلی قوانین کے نفاذ کے لیے ہمہ گیر جدوجہد کرتا رہا۔

(3) فقہ اسلامی کا تحقیقی مطالعہ اور شریعت کے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے کتاب وسنت کی روشنی میں نئے مسائل کا حل تلاش کرتا رہا۔

(4) بابری مسجد کے مقدمہ کی مستقل پیروی کرتا رہا اور بابری مسجد تنازعہ کے سلسلہ میں پیدا شدہ بحران کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا، ان چار مرکزی سرگرمیوں کا مختصر جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

مسلم پرسنل لا کا تحفظ

جہاں تک شریعت کے تحفظ اور مسلم پرسنل لا کی حفاظت اور شریعت کے قوانین میں مداخلت کی راہ کو بند کرنے کی کوششوں کا تعلق ہے تو بورڈ نے اس باب میں ایک روشن تاریخ بنائی ہے، اپنے قیام سے لے کر اب تک کتنے مرحلے ایسے آئے جہاں بورڈ کے مؤثر رول کے نتیجہ میں حکومتِ وقت کو اپنے بل واپس لینے پڑے، یہاں بورڈ کے چند تاریخی اقدامات کا اختصار کے ساتھ جائزہ لیا جاتا ہے:

☆1972ء میں راجیہ سبھا میں متبنّٰی بل پیش کیا گیا، اس وقت کے وزیر قانون نے اعلان کیا کہ یہ قانون یکساں شہری قانون کی حیثیت سے تمام شہریوں پر نافذ ہوگا، ظاہر ہے کہ متبنّٰی بل اسلامی قانونِ وراثت ونکاح پر براہِ راست اثرانداز ہوتا ہے، بورڈ نے اس کے خلاف سارے ملک میں زبردست مہم چلائی اور رائے عامہ کو متحرک کیا، ملک کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں جلسے منعقد کیے، جن میں حکومتِ وقت پر یہ واضح کیا گیا کہ یہ بل قانونِ شریعت کے سراسر مخالف ہے اور مسلم پرسنل لا میں کھلی مداخلت ہے، آخر کار 1978ء میں جنتا حکومت نے اس بل کو واپس لے لیا اور اس وقت کے وزیر قانون نے پارلیمنٹ میں یہ اعلان کیا کہ اسلامی فقہ متبنّٰی کو وراثتی حقوق نہیں دیتی، اس لیے بل واپس لیا جارہا ہے، تاہم کانگریس حکومت نے

1980ء میں دوبارہ پھر اس بل کو پارلیمنٹ میں پیش کیا، لیکن بورڈ کے سخت موقف کے آگے حکومت کو جھکنا پڑا اور اس قانون سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کر دیا گیا۔

☆جون 1975ء میں ایمرجنسی کے دور میں جب ملک میں جبری نس بندی کا زور ہوا اور معاملہ اس قدر شدت اختیار کرتا گیا کہ جبری نس بندی کے خلاف کسی کا زبان کھولنا مشکل تھا، بورڈ نے 17، اور 18، اپریل 1976ء کو دہلی میں مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد کیا، جس میں جبری نس بندی کے خلاف ایک تجویز پاس کی گئی اور اعلان کیا گیا کہ نس بندی شریعت کے منافی ہے، بورڈ کے جنرل سکریٹری مولانا منت اللہ رحمانیؒ نے خاندانی منصوبہ بندی کے عنوان سے ایک رسالہ شائع کر کے بڑے پیمانہ پر ملک میں تقسیم کیا، جس کے بڑے اچھے اثرات مرتب ہوئے۔

☆1978ء میں الٰہ آباد ہائی کورٹ سے مساجد و مقابر کے سلسلہ میں انتہائی نامناسب فیصلہ صادر ہوا، جس کے تحت لکھنؤ کی دو مسجدوں اور قبرستان، اسی طرح جے پور کی ایک مسجد کو وہاں کے کارپوریشن نے ایکوائر کر لیا اور مساجد و مقابر کی حرمت ختم کر دی، اس فیصلہ کے تحت حکومت کو کامل اختیار دیا گیا کہ وہ جس مسجد یا قبرستان کو چاہے مفادِ عامہ کی خاطر اپنے قبضہ میں لے سکتی ہے، مولانا منت اللہ رحمانیؒ نے گشتی مراسلوں کے ذریعہ مسلمانوں کو اس فیصلہ کے اثرات سے آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ وہ حکومت کے ذمہ داروں کو ٹیلی گرام بھیجیں، پھر اس فیصلہ کے خلاف سارے ملک میں اجتماعات منعقد کیے گئے، حکومتی ذمہ داروں سے ملاقاتیں کی گئیں، جس کے نتیجہ میں یوپی اور راجستھان کے وزرائِ اعلیٰ نے اس فیصلے کو کالعدم قرار دیا۔

☆بورڈ کا سب سے بڑا تاریخی کارنامہ نفقۂ مطلقہ کے مسئلہ سے متعلق اس کی مہم ہے، ۱۹۷۳ء میں حکومت نے پارلیمنٹ میں مطلقہ کو تاحیات یا تا نکاحِ ثانی سابق شوہر سے نفقہ دلائے جانے کا بل پیش کیا، بورڈ نے اس سلسلہ میں ملک گیر مہم چلائی اور حکومت کو آگاہ کیا کہ یہ قانون شریعت سے صاف ٹکراتا ہے، چنانچہ بل کی آخری خواندگی روک دی گئی اور بورڈ کی کوششوں سے دفعہ نمبر 127، میں ایک شق کا اضافہ یہ کیا گیا کہ اگر طلاق دینے والے شوہر شرعی واجبات ادا کر چکے ہوں یا مطلقہ نے معاف کر دیے ہوں تو دفعہ نمبر 125، کے ذریعہ حاصل شدہ ڈگری منسوخ ہو جائے گی، اسی زمانہ میں سپریم کورٹ نے شاہ بانو کیس میں مطلقہ کے لیے تاحیات یا تا نکاحِ ثانی نفقہ لازم کیا اور قرآن و حدیث کی من مانی تفسیر کی، جس پر بورڈ نے کامیاب تحریک چلائی، بالآخر حکومتِ ہند نے، مئی 1986ء کو قانونِ حقوقِ مسلم مطلقہ پاس کر کے سپریم کورٹ کے فیصلہ کو رد کر دیا اور نفقہ کے اسلامی قانون کو رائج کیا۔

☆اپریل 1980ء میں اوقاف کی آمدنی پر انکم ٹیکس لگانے کا نیا قانون جاری کیا گیا، جس کا بورڈ نے سخت نوٹس لیا اور وزیراعظم اندرا گاندھی سے ملاقات کر کے مسئلہ کی وضاحت کی اور کامیابی حاصل کی۔

☆1984ء میں مرکزی حکومت نے وقف کے قانون میں ترمیم کے لیے راجیہ سبھا میں ایک بل پیش کیا، جس میں وقف بورڈ کی جمہوری حیثیت ختم کر دی گئی اور اوقاف کی جائیداد کا قانونی تحفظ ختم کر دیا گیا، بورڈ نے اس کے خلاف بھی رائے عامہ کو متحرک کیا اور کامیابی حاصل کی۔

اصلاحِ معاشرہ

بورڈ کی سرگرمیوں کا دوسرا اہم حصہ اصلاحِ معاشرہ ہے، اصلاحِ معاشرہ کے بغیر ہندوستان میں تحفظِ شریعت کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا، نکاح کی غیر اسلامی رسموں اور طلاق کے بے جا استعمال سے مسلم معاشرہ طرح طرح کے مسائل سے دوچار ہورہا ہے، بورڈ نے طلاق کی مذمت اور طلاق کے استعمال کے صحیح طریقے اور دیگر معاشرتی مسائل کے سلسلہ میں زبردست اصلاحی مہم چلائی، حالیہ طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی اسی صورت حال کا نتیجہ ہے، مساجد میں ائمہ سے اصلاحی موضوعات پر توجہ دینے کی درخواست کی گئی، بڑے پیمانہ پر اصلاحِ معاشرہ کے جلسے منعقد کیے گئے، مختلف زبانوں میں اصلاحِ معاشرہ اور نکاح وطلاق سے متعلق مؤثر لٹریچر شائع کر کے سارے ملک میں پھیلایا گیا، اسی طرح مسلمانوں کی ازدواجی زندگی میں استحکام لانے کے لیے ایک نئے انداز کے نکاح نامہ کو مرتب کیا گیا۔

فقہِ اسلامی اور جدید تقاضے

بورڈ نے نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے علماء کی ایک نمائندہ جماعت تیار کی، چنانچہ اسلامی فقہ اکیڈمی کے ذریعہ یہ کام بحسن وخوبی انجام پارہا ہے اور ملک کی مختلف ریاستوں سے تعلق رکھنے والے باکمال علماء ہر سال اہم ترین نئے مسائل میں ملک وملت کی رہنمائی کررہے ہیں اور اب تک کئی ایک نئے مسائل میں علماء کی آراء مرتب ہوکر اہل علم تک پہنچ چکی ہیں۔

بابری مسجد سے متعلق مقدمات کی پیروی

بورڈ کی خدمات کا ایک اہم حصہ بابری مسجد سے متعلق اس کے اقدامات ہیں، 1986ء میں غلط طریقہ سے بابری مسجد کا تالا کھولا گیا، جس کے نتیجہ میں مسجد میں کھلے عام پوجا ہونے لگی اور ملک میں زبردست تناؤ کی کیفیت پیدا ہوئی، 3، دسمبر 1990ء کو بورڈ نے اپنی مجلس اعلیٰ کا اجلاس منعقد کیا اور صاف الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ بابری مسجد، مسجد ہی ہے، نہ تو یہ غصب شدہ زمین پر واقع ہے اور نہ ہی مندر توڑ کر اس کی جگہ بنائی گئی ہے، یہ مسجد ہے، اس لیے اسے نہ منتقل کیا جاسکتا ہے، نہ فروخت کیا جاسکتا ہے اور نہ منہدم کیا جاسکتا ہے، بورڈ کے اس اعلان کا بڑا اثر ہوا، اس سے بابری مسجد کمیٹیوں کو قوت ملی اور مسلمانوں میں ایک طرح کا حوصلہ پیدا ہوا، 12، دسمبر 1990ء میں بورڈ نے پورے ملک کے دورہ کا آغاز کیا، مختلف شہروں میں بورڈ کے قائدین کے زیر نگرانی بڑے پیمانے پر جلسے منعقد کیے گئے، جن میں مسلمانوں کو درپیش مسائل سے آگاہ کیا گیا اور سپریم کورٹ میں دائر بابری مسجد مقدمات کی پیروی کے لیے فنڈ مہیا کیا گیا، 11، اگست 1992ء کو بورڈ کی مجلس عاملہ نے بابری مسجد کے سلسلہ میں اپنی پرانی قرارداد کا اعادہ کیا، ۶، دسمبر 1992ء میں مسجد کی شہادت کا المناک سانحہ پیش آیا، جس کے بعد 9، جنوری 1993ء کو بورڈ نے دہلی میں اپنا ایک اجلاس طلب کیا، جس میں مسجد کی شہادت کی سخت مذمت کی گئی اور نیا لائحہ عمل طے کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل کی گئی، اس کمیٹی کا نام "مسلم پرسنل لا بورڈ بابری مسجد کمیٹی" رکھا گیا، اسی سال 12، اگست کو کمیٹی کے ممبران نے دھرنا دیا اور گرفتاریاں دیں، 9، 10، اکتوبر 1993ء کو جے پور میں مجلس عاملہ کا کل ہند اجلاس منعقد ہوا، جس

میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں مسجد کے سلسلہ میں قانونی چارہ جوئی کے مسائل پر غور کیا گیا،اس کے بعد سے اب تک مسلسل بورڈ بابری مسجد کے مسئلہ میں اہم رول ادا کر رہا ہے۔

نظام دار القضاء

مسلمان زندگی کے تمام شعبوں میں شریعت پر عمل کے پابند ہیں، نیز اپنے سارے نزاعات کو خدا اور سول کے حکم کے مطابق حل کرنے کے مکلف ہیں،اس کے لئے مناسب تھا کہ ارباب حل و عقد بیٹھ کر کسی کو امیر منتخب کرتے، لیکن چونکہ امارت کا معاملہ لیت ولعل کا شکار ہو گیا،اس لئے اب مسلم پرسنل لا بورڈ ہی ملک میں امیر کا قائم مقام ہے،اسی تناظر میں بورڈ کے ذمہ داروں نے ضروری سمجھا کہ ملک کی مختلف ریاستوں میں دار القضا کا قیام میں عمل لایا جائے،اس طرح ملک کے طول و عرض میں بورڈ کے تحت دار القضا کا نظام چل رہا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس نظام قضاء کو وسیع سے وسیع تر کیا جائے اور مسلمانوں میں شعور بیدار کیا جائے کہ وہ اپنے تمام نزاعات میں دار القضا سے رجوع ہوں۔

مجموعۂ قوانین اسلامی کی ترتیب

مجموعۂ قوانین اسلامی کی ترتیب اوراس کی اشاعت بورڈ کا عظیم کارنامہ ہے، مولانا علی میاں ندوی علیہ الرحمہ کے دور صدارت میں اور مولانا سید منت اللہ رحمانی کی راست نگرانی میں اس کام کا آغاز کیا گیا تھا، مفتی ظفیر الدین صاحب مرحوم نے اس کا بنیادی مسودہ مرتب فرمایا تھا، جس کی کاپیاں پورے ملک کے ارباب افتاء کو بھیجی گئیں پھر محقق علماء کی ایک کمیٹی نے پوری دقت نظری کے ساتھ نظر ثانی کر کے اسے قطعی شکل دے دی، پھر اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کیا گیا۔

مسلم پرسنل لا بورڈ نے وقتاً فوقتاً مختلف کتابوں کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا، بورڈ کی مطبوعات میں روداد آل انڈیا مسلم پرسنل لا کنونشن برائے تحفظ قوانین شرعیہ ہے، جس میں مسلم پرسنل لا کنونشن ممبئی کے انعقاد کے پس منظر اور اجلاس کے مقررین کے اقتباسات اور موضوع سے متعلق دیگر تفصیلات درج ہیں، یہ رسالہ 1973ء میں شائع ہوا، بورڈ کی جانب سے شائع شدہ ایک کتاب متبنّٰی بل 1972ء-ایک جائزہ بھی ہے، جس میں متبنّٰی بل کی وجہ سے مسلم پرسنل لا پر ہونے والے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے،اس کے علاوہ مسلم پرسنل لا کے مختلف گوشوں اور یکساں سول کوڈ کے مضر اثرات پر روشنی ڈالنے والے مختلف رسالوں کی اشاعت عمل میں آتی رہی۔

الغرض مسلم پرسنل لا بورڈ ہندوستان میں ملتِ اسلامیہ کا واحد متحدہ پلیٹ فارم ہے، یہ مسلمانوں کے امیدوں کا مرکز ہے، ہر نازک موڑ پر ملت کی نگاہیں اسی کی طرف اٹھتی ہیں،اس سے اٹوٹ وابستگی ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، خدا کا شکر ہے کہ اس وقت سارے مسلمان بورڈ سے وابستگی کا ثبوت دے

رہے ہیں، بورڈ امت مسلمہ کے اتحاد کا نشان ہے، طلاق ثلاثہ کے مسئلہ پر پورے ملک کے مسلمان بورڈ کے پرچم تلے اتحاد کا مظاہرہ کر رہے ہیں جو ایک خوش آئند بات ہے۔